مواعظ حکیم الامت اور دینی رسائل کی اشاعت کا امین

ماہنامہ الامداد لاہور پاکستان

مدیر مسئول: مشرف علی تھانوی

مدیر: خلیل احمد تھانوی

جلد۲ ذیقعد ۱۴۲۱ھ/فروری ۲۰۰۱ء شمارہ۳

سنت ابراہیم علیہ السلام

ازافادات: حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

عنوانات وحواشی: مولانا خلیل احمد تھانوی

قیمت فی پرچہ = /۱۰ روپیہ ☆ زرسالانہ = /۱۰۰ روپیہ

پتہ دفتر: ماہنامہ الامداد
جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ
۲۹۱۔کامران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
فون نمبر ۵۴۲۲۲۱۳۔۴۴۸۰۶۰

ناشر: مشرف علی تھانوی
مطبع: ہاشم اینڈ حماد پریس
۲۰/۱۳ ریٹی گن روڈ بلال گنج لاہور
مقام اشاعت
جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ لاہور پاکستان

حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ نے یہ وعظ جامع مسجد قصبہ کیرانہ ضلع مظفر نگر یوپی میں ۲۴ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ کو قربانی کے موضوع پر تین گھنٹے میں بیان فرمایا۔مولانا محمد ابراہیم صاحب کیرانوی نے قلمبند فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وعظ المسمیٰ بہ

سنت ابراھیم

الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونومن به ونتوكل عليه ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلامضل له ومن يضله فلاهادى له ونشهد ان لااله الاالله وحده لاشريك له ونشهدان سيدنا ومولانا محمداً عبده ورسوله صلى الله عليه وعلى اله واصحابه وبارك وسلم۔

اما بعد: ففى حديثه صلى الله عليه وسلم قالواماهذه الاضاحى يارسول الله قال سنته ابيكم ابراهيم۔

اہمیت قربانی

چونکہ زمانہ قربانی کا قریب ہے اس لئے ضروری معلوم ہوا کہ قربانی کے مسائل ضرور بیان کئے جائیں، کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ آجکل قربانی بوجہ لاپرواہی کے حسب قاعدہ نہیں کی جاتی، حالانکہ اُن قواعد کا لحاظ واہتمام نہایت ضروری ہے اور بعض اہل ثروت (۱)[مال دار] کو دیکھا گیا ہے۔ کہ وہ خود قربانی ہی کی طرف توجہ نہیں کرتے، حالانکہ ذی وسعت (۲)[صاحب گنجائش] پر قربانی واجب اور اس کے ترک پر وعید (۳)[اسکے چھوڑنے پر عذاب کی دھمکی بھی ہے] وارد ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص وسعت رکھتا ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آوے۔

عیدگاہ میں نماز عید کی اہمیت

یہ عیدگاہ وہ جگہ ہے جس میں حاضر ہونے کی تاکید اور ترغیب بیان فرمائی ہے کہ جن پر نماز عید واجب (۱)[عورتوں پر نماز عید واجب نہیں] بھی نہیں بلکہ جن کو نماز پڑھنا جائز (۲)[یعنی حیض ونفاس والی عورتیں] نہیں، اُنکو بھی پہلے یہ حکم تھا کہ عیدگاہ میں حاضر ہوں، چنانچہ حیض والی عورتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تھا کہ وہ بھی عیدگاہ میں حاضر ہوں حالانکہ حائضہ کو نماز پڑھنا جائز نہیں۔ مگر یہ حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانے کے ساتھ خاص تھا اس زمانے میں بسبب فتنہ (۳)[فتنہ عام ہونے کی وجہ] کے یہ حکم نہیں جیسا کہ اپنے محل میں تحقیق ہو چکا ہے۔ یہاں یہ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو عیدگاہ میں ضرور حاضر ہونا چاہیے اور وہیں نماز ادا کرنا چاہیے۔ بعض لوگ اس میں تساہل (۴)[سستی] کرتے ہیں۔ اور بلا عذر اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھ لیتے ہیں ہمارے فقہاء نے اس کو منع فرمایا ہے۔ (۵)[بڑے شہروں میں جہاں سب کا ایک عیدگاہ میں جمع ہونا مشکل ہو متعدد مساجد میں نماز عید ادا کی جاسکتی ہے] البتہ معذورین جو عیدگاہ جانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ان کو اتنی اجازت دی ہے کہ ان کے واسطے بستی میں ایک امام رہ جائے یا ایسا ہی کوئی عذر شرعی ہے، ان کو بھی شہر کی مسجد میں پڑھنے کی اجازت ہے۔ اور فقہاء یہ اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ قواعد سے جن کو وہ اپنی خداداد اجتہاد سے سمجھے، کہتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ باری تعالیٰ کا فرمودہ ہے، مولانا فرماتے ہیں:

گفتہ اوگفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود(۱)

(۱)[آپ ﷺ کا فرمانا ہے اگر چہ وہ کلام عبداللہ یعنی حضور ﷺ کے منہ سے نکل رہا ہے]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بانی اسلام نہیں بلکہ مبلغ اسلام ہیں

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بانی اسلام باری تعالیٰ ہیں یہ محض غلط اور باطل ہے۔ بلکہ بانی اسلام باری تعالیٰ ہیں چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔ یاایھا الرسول بلغ ماانزل الیک من ربک (۲)[اے رسول ﷺ جو کچھ آپ پر اترا ہے اس کو دوسروں تک پہنچادیجئے۔ سورۃ المائدہ آیت ۶۷] اس میں صاف تصریح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم محض مبلغ ہیں اور احکام دینی خدا کے نازل کردہ ہیں۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اسلام دین محمدیؐ ہے یعنی یہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس دین کے موجد (۳)[ایجاد کرنے والے] اور بنانے والے ہیں، بلکہ یہ تعبیر مجازی ہے۔ کیونکہ دین تو اللہ ہی کا ہے مگر چونکہ ہم کو بذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے معلوم ہوا ہے اس نسبت خاصہ کی وجہ سے اس طرح تعبیر کردیا جاتا ہے۔

فقہاء مظہر قانون ہیں موجد نہیں

غرض اصل احکام خدا اور سول کے ہیں فقہاء کا صرف یہ کام ہے کہ انھوں نے اس قانون خداوندی کو جو بذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بندوں کو پہونچا تھا لوگوں پر ظاہر کردیا ہے اور بذریعہ قیاس ایسے لوگوں کے لئے اچھی طرح توضیح (۴)[وضاحت] وتفصیل کردی جو اس قانون کے سمجھنے کی استعداد نہیں رکھتے تھے۔

اسی واسطے اصول وفقہ کی کتابوں میں یہ مسئلہ مصرح ہے کہ القیاس مظہر لا مثبت (۱)[قیاس سے کوئی بات ظاہر ہوتی ہے ثابت نہیں ہوتی] اس کی ایسی مثال ہے جیسا کہ ججان ہائی کورٹ نے ایک مسئلہ کو طے کردیا ہو کہ وہ دراصل قانون کا ہی فیصلہ ہے جو ضرور صحیح مانا جائے گا کیونکہ ججاں مذکورہ واضعان قانون کے مقصود (۲)[قانون بنانے والوں کی غرض] کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ لہذا ان کا فیصلہ قانونی طور پر صحیح سمجھا جائے گا۔ لیکن یہ نہیں کہا جائے گا کہ ججان مذکور موجد قانون ہیں اور انھوں نے اپنے ایجاد کردہ قانون کے موافق یہ فیصلہ کیا ہے بلکہ وہ مظہر قانون (۳)[قانون کو ظاہر کرنے والے] کہلائیں گے۔ یہی مثال فقہاء کی ہے کہ وہ بھی مظہر قانون ہیں نہ کہ موجد۔

احکام الٰہی میں مقصود معرفت الٰہی ہے نکات نہیں

غرض اصل حکم یہ ہے کہ عیدگاہ میں جانا چاہیے۔ رہی یہ بات کہ اس اجتماع ودیگر اجتماعات کی مثل جماعت جمعہ وجماعت پنجگانہ وغیرہ کی کیا مصلحت ہے؟ سو اس مصلحت کے بیان کرنے میں اور دیگر امور شرعیہ (۴)[شرعی احکام] کی مصالح کے بیان کرنے میں بھی اس وقت کے عقلاء اور بعض علماء نے بھی ایک غلطی کی ہے اور ٹھوکر کھائی ہے اور حقیقت میں جو چیز اصل مصلحت خداوندی ہے وہ اور ہی شئے (۵)[چیز] ہے۔

مثلاً کہا جاتا ہے کہ جماعت میں مقصود اتفاق ہے اور یہ نکتہ بیان کیا جاتا ہے کہ جماعت پنجگانہ اس مصلحت سے وضع ہوئی تاکہ اہل محلّہ شب وروز میں پانچ مرتبہ اپنی اپنی مسجد میں مجتمع ومتفق (۶)[جمع ہوں] ہوجاویں اور ملاقات کریں اور جمعہ کی جماعت اس مصلحت سے مقرر ہوئی ہے تاکہ تمام شہر کے مسلمان ایک مسجد میں جمع ہوجائیں اور باہم ملاقات کریں اور عید کی جماعت اس غرض سے مقرر کی گئی تاکہ تمام شہر اور اطراف شہر کے کل مسلمان ایک جگہ یعنی عیدگاہ میں جمع ہوں اور باہم ملیں جو مسلمانوں کے اتفاق واتحاد کی اچھی صورت ہے۔

اے حضرات: محققین کے نزدیک یہ نکتے کچھ بھی قدر نہیں رکھتے اور حقیقت میں یہ نکتے کوئی چیز نہیں شریعت نے نکات کا اہتمام نہیں کیا ہے، دیکھو شعراء وغیرہ کی کتابیں قافیہ وغیرہ سے پر ہیں اور قرآن مجید میں اس کا کچھ اہتمام نہیں کیا گیا۔ حالانکہ تمام دنیا بھر کی کتابوں سے قرآن پاک افصح وابلغ (۱)[زیادہ فصیح اورزیادہ بلیغ ہیں] ہے۔

اگر نکتے قابل قدر ہوتے تو خدا تعالیٰ قادر تھا کہ تمام قرآن کو مسجع ومقفی (۲)[قافیہ ردیف کی رعایت کی جاتی ہے] کر دیتا مگر باوجود اس کامل قدرت کے پھر ایسا کیا۔ دیکھو سورۃ ق مکی ہے اور مکی سورتوں میں بہ نسبت مدنی سورتوں کے بوجہ اس کے کہ مکہ میں اہل زبان زیادہ تھے، صناعتیں زیادہ ہیں مگر تکلفات اور زائد نکات سے وہ بھی بری ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ **ق والقرآن المجید** (۳)[قسم ہے قرآن بزرگی والے کی سورۃ ق آیت ۱] یہاں تو قافیہ ''دال'' ہے۔ آگے فرماتے ہیں (**بل عجبوا ان جاء هم منذر منهم فقال الکفرون هذا شئی عجیب**) (۴)[انہوں نے تعجب کیا کہ انہیں میں کا ایک رسول ڈرانے والا ان کی طرف بھیجا گیا اور کافروں نے کہا یہ عجیب بات ہے سورۃ ق آیت ۲] یہاں قافیہ ''با'' ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ آگے دیکھئے کہ کچھ قافیہ وغیرہ کا اہتمام نہیں۔

پس بتلا دیا کہ قافیہ وغیرہ کی ضرورت نہیں بلکہ حقائق ومعانی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ قرآن روحانی مطب ہے اور طب کی کتاب میں زیادہ اہتمام اس کا ہونا چاہیے کہ اس کے نسخے شفا میں کامل ہوں لفظی نکات کا اس میں اہتمام نہیں ہوا کرتا۔ دیکھئے اگر حکیم عبدالمجید خان صاحب کے نسخہ میں گل بنفشہ اور کاسنی (۱)[دو یونانی دواؤں کے نام ہیں] ہو تو کوئی یہ نہیں کہے گا کہ ان دونوں دواؤں میں قافیہ نہیں اس لئے یہ نسخہ ٹھیک نہیں۔ بلکہ یہی کہا جائے گا کہ یہ نکتہ نہ مقصود ہے نہ قابل لحاظ ہے بلکہ مقصود شفا ہے۔

چونکہ یہ نسخہ اس کے مناسب ہے اسلئے کامل ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ احکام شرعیہ میں نکات مقصود نہیں بلکہ معرفت الٰہی مقصود ہے پس علماء محققین کی نظر اسی مقصود پر ہے یہ نکات ان کی نظر میں کچھ بھی نہیں ظاہر ہے کہ جس کی نظر اشرفی پر ہو وہ پیسہ کوڑی (۲)[اشرفی سونے کی ہوتی ہے اور ایک روپے میں سولہ آنے اور ایک آنہ میں چار پیسے، ایک پیسے میں دو دھیلے اور ایک دھیلے میں دو چھدام، اور ایک چھدام میں چھ کوڑی ہوتی تھی، گویا اشرفی سب سے بڑے سکہ کو اور کوڑی سب سے چھوٹے سکے کو کہتے ہیں] کو کیا نظر میں لاوے گا۔ وہ معرفت الٰہی ایسی نعمت ہے کہ ان کا ہی دل جانتا ہے اس کے مزہ کے مقابلہ میں تمام دنیا کی نعمتیں ہیچ ہیں وہ معرفت سے ہر وقت مزے لیتے ہیں اور منہ سے کچھ نہیں کہتے گو سب کچھ جانتے ہیں مگر۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در مجلس رنداں خبرے نیست کہ نیست (۳)

[(۳) اس بات میں مصلحت نہیں ہے کہ میں راز سے پردہ اٹھاؤں ورنہ رندوں کی مجلس میں کوئی ایسی بات نہیں کہ جس کی ان کو خبر نہ ہو]

احکام الٰہی میں مصالح کی حقیقت

جن فضلاء کو یہ معرفت حاصل نہیں اور جن کے آئینہ نظر میں یہ مقصود منکشف نہیں ہوا۔ وہ ایسے نکات کے درپے ہوتے ہیں چنانچہ کوئی نکتہ وحدۃ الوجود (۴)[وحدت الوجود کے لفظی معنی ہیں وجود کا ایک ہونا سو ایک ہونے کے معنی ہیں کہ دوسرا ہے سہی مگر ایسا ہی ہے جیسا نہیں۔ اس کو مبالغۃً وحدۃ الوجود کہا جاتا ہے۔ جیسے بادشاہ کی موجودگی میں تحصیلدار اپنے ہونے کی نفی کرے کہ صاحب سب کچھ آپ ہی ہیں۔ اس لئے ہر صفت میں دو مرتبے ہوتے ہیں ایک کامل ایک ناقص۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ کامل کے سامنے ناقص ہمیشہ کالعدم سمجھا جاتا ہے پس اللہ رب العزت کے سامنے سب کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے اسی کو وحدۃ الوجود کہتے ہیں۔ یہ تصوف کی ایک اصطلاح ہے اور اسی کے ہم معنی وحدۃ الشہود ہے کہ سالک کو ایک ہی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اور سب کالعدم معلوم ہوتے ہیں۔ اس کو وحدۃ الشہود کہتے ہیں اس سے زائد تفصیل کی گنجائش نہیں تفصیل کے لئے حضرت تھانوی کی دو کتابیں مطالعہ

کیجئے ظہور العدم بنور القدم۔شریعت وطریقت۔] میں غرق ہے کوئی وحدۃ الشہود میں۔لیکن انہیں نکتہ دانوں میں اگر کسی کو یہ معرفت حاصل ہوجاتی ہے تو یہ نکات سب نظر سے گر جاتے ہیں۔ پھر ان کا نام تک زبان پر نہیں آتا اور معرفت الٰہی سے سکون ہوجاتا ہے۔اس کی ایسی مثال ہے جیسے کیس شخص کے متعلق جو کہ صفائی کا داروغہ (۱)[سینٹری انسپکٹر] ہے گلیوں وغیرہ کی تحقیق ہو، اگر وہ وزیر اعظم ہوجاوے تو اب ان قصوں کی اس کو ضرورت نہیں رہی بلکہ اب اس کو خدمت ورضائے شاہی ہر وقت مدنظر رہے گی۔ پس جماعت وغیرہ میں جو یہ نکتے اتفاق کے بیان کئے جاتے ہیں میں اس کی نفی نہیں کرتا ہوں بلکہ مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ حکم شرعی اس مصلحت اتفاق پر مبنی نہیں بلکہ حکم شرعی پر خود یہ نکات مبنی اور اس کے تابع ہیں۔حکم شرعی کی وضع تو ایسی بنا پر ہے جس کا ہم کو علم بھی نہیں ہے ہم کو تو اس قدر علم کافی ہے کہ یہ حکم اللہ تعالیٰ کا ہے جس کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تک پہنچایا اور بس ہمارا مشرب یہ ہونا چاہیے۔

زباں تازہ کردن باقرار تو
نینگیختن علت از کارتو (۲)

[(۱) میں تو تیرا نام لے کر اپنی زبان کو تر وتازہ کرتا ہوں۔ مجھے تیرے کاموں سے کوئی غرض نہیں]

ہمارے لئے بڑی بنا اس حکم کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو مقرر کیا ہے۔البتہ جس حکم کی حکمت خود اللہ تعالیٰ نے بتلا دی ہے، اس کو بے تکلف بیان کیجئے۔ باقی جس حکم کی مصلحت خود انھوں نے نہیں بتائی، اس میں اپنی رائے کو دخل دینا اور اپنی مزعومہ حکمت پر حکم مبنی کرنا بڑی حماقت اور سراسر نادانی ہے۔مثلاً پھول پتی اور گلکاری پر تعمیر مبنی نہیں، بلکہ تعمیر پر یہ سب گلکاریاں مبنی ہیں۔ ہماری مزعومہ (۳)[خودساختہ] مصلحتیں بالکل پھولوں کی مثل ہیں اور مقصود اعظم عمارت ہے نہ کہ پھول پتی۔

پس سمجھ لو کہ نماز وجماعت اس وجہ سے مقرر نہیں ہوئی تا کہ اتفاق اس پر مرتب ہو بلکہ اتفاق سے حکم شرعی پر یہ مصلحت اتفاق بھی تابع ہو کر مبنی (۱)[اس حکم شرعی یعنی جماعت کا اہتمام کرنے سے یہ اتفاق کی مصلحت بھی حاصل ہوجائے گی] ہوگی۔

میں نے ایک کتاب لکھی ہے **المصالح العقلیه فی الاحکام النقلیه** (۲)[یہ کتاب اس نام سے شائع ہوئی ہے ''احکام اسلام عقل کی نظر میں'' (یہ کتاب کتب خانہ جمیلی ۲۹۱ کامران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور سے مل سکتی ہے)] جس میں احکام شرعیہ کی کچھ حکمتیں بیان کی گئی ہیں مگر اس کتاب میں جو چیز زیادہ پسندیدہ اور کارآمد ہے وہ اس کا خطبہ ہے جس میں چند مفید قواعد اور فوائد ہیں۔اس میں یہ فائدہ بھی مذکور ہے کہ یہ نکات مذکورہ حکم شرعی کے تابع ہیں ان پر حکم شرعی (۳)[شرعی حکم ان مصلحتوں پر موقوف نہیں کہ اگر یہ مصلحت حاصل نہ ہو تو اس حکم پر عمل نہ کیا جائے بلکہ مصلحت حاصل ہو] نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ کے لئے بھی عیدگاہ میں حاضر ہونے کا حکم فرمایا تھا تو اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی اہتمام کے ساتھ قولاً بھی عیدگاہ میں جانے کا اہتمام کیا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی اہتمام یہ ہے کہ آپ ﷺ ہمیشہ عیدگاہ میں نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے جاتے تھے صرف ایک بار بارش کی شدت سے تشریف نہیں لے گئے۔لیکن یہ آپ ﷺ کا تشریف نہ لے جانا اپنے ذاتی آرام وراحت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ محض امت پر شفقت کی وجہ سے تھا۔بعض اعمال مستحبہ گاہ گاہ آپ نے اس لئے چھوڑ دیے ہیں کہ کہیں امت دقت میں نہ پڑ جائے۔